بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم سہ شنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲ آنے

جلد ۵۲/۱۸	۲۹ تبوک ۱۳۴۳ ہش ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۲۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۸ ستمبر بوقت ۱/۲ ۷ بجے صبح

کل اور پرسوں حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ البتہ کل شام کے وقت ہلکی سی بے چینی ہو گئی۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔ کل اور پرسوں حضور نے سات احباب کو شرفِ ملاقات بخشا۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

اخبار احمدیہ

—• ربوہ ۲۸ ستمبر۔ مبلغین سیرالیون مکرم مولوی اقبال احمد صاحب اور مکرم ملک غلام نبی صاحب مغربی افریقہ میں تین سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد کل مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۴ء بروز منگل شام کو چناب ایکسپریس سے ربوہ واپس تشریف لا رہے ہیں۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر اپنے مجاہد بھائیوں کے استقبال میں شریک ہوں۔

—• ربوہ — مکرم قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے اعلان ہے کہ مجالس انصار اللہ کے جملہ عہدہ داران اس امر کو مدّنظر رکھیں کہ سالانہ اجتماع سے پہلے ان کے ہر قسم کے بقایا جات وصول ہو کر مرکز میں پہنچ جانے چاہئیں۔ اس کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دی جائے اور کسی رکن کو بقایا دار نہ رہنے دیا جائے۔

—• ربوہ — مکرم نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ الجمعیۃ العلمیہ جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۹ ستمبر بروز منگل بارہ بجکر ۵۰ منٹ پر جامعہ کے ہال میں "نائیجیریا میں تبلیغ اسلام اور نصرت الٰہی کے چند واقعات" کے موضوع پر لیکچر دیں گے۔ مقامی احباب شرکت فرما کر مستفیض ہوں۔

—• ربوہ — مورخہ ۲۶ اور ۲۷ ستمبر کی درمیانی شب دس بجے کے قریب خاصی تیز بارش ہوئی۔ جو نصف گھنٹہ کے قریب جاری رہی۔ بعد ازاں تمام رات مطلع ابر آلود رہا۔ اس کے باعث فضا میں خنکی کسی قدر زیادہ ہو گئی ہے۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسان پر لازم ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے کے مطابق ہے

اگر دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ مَوردِ غضبِ الٰہی ہو گا

"ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعوےٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو پہلے کسی قسم کے بغضوں کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اس بیماری کی دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دُکھ نہ اٹھایا جاوے تو بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کُل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں صغائر وہی چھوٹا داغ ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جیسے رحیم و کریم ہے ویسے ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو جب دیکھتا ہے کہ ان کا دعوےٰ اور لاف و گزاف تو کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں تو اس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزا دہی کیلئے وہ کفّار ہی کو تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے جیسے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ قوم لا الٰہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل کسی اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رو بہ دنیا ہے تو پھر اس کا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضبِ الٰہی ہو گا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہو گا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھل دار درخت ہو جاوے۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳۳-۳۴)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۹ ستمبر ۶۴ء

باؤنڈری کمیشن اور احمدیوں کا میمورنڈم

منیر رپورٹ جس میں ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقات کی تفاصیل دی گئی ہیں فاضل ججان مسٹر منیر اور مسٹر کیانی مرحوم نے فسادات میں میر نور احمد کے پارٹ کے متعلق شہادت کی بنا پر لکھا ہے کہ

"ان وجوہ کی بناء پر جن کو ہم اپنے آخری نتائج کے سلسلہ میں قلمبند کریں گے ہم کو اس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ میر نور احمد نے تحریک کو راستے پر لگانے کی یقینی کوشش کی۔"

(رپورٹ مذکور صفحہ ۱۱)

آپ نے یہ کام کس طرح کیا اس کی تفصیل بھی منیر رپورٹ میں خاصی دی گئی ہے۔ یہاں صرف ایک مختصر سا حوالہ پیش کیا جاتا ہے:۔

"اس رپورٹ کے ایک سابقہ حصے میں ہم نے اُن مضامین کا مفاد نقل کیا تھا جو ان اخباروں نے موجودہ نزاع پر قلمبند کئے تھے۔ انہوں نے اس موضوع پر بار بار مضامین لکھ کر اس سے جس غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا اور جس طریقے سے مطالبات کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی اس سے ان کا یہ مقصد صاف طور پر واضح ہوتا تھا کہ شورش کی آگ کو ہوا دی جائے اور حتی الامکان اس کو وسیع پیمانے پر پھیلایا جائے۔ ان اخباروں کے کالموں میں کہیں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں ان افعال کو ناپسندیدہ اور قابلِ تعزیر قرار دیا گیا ہو۔ جو اس سلسلے میں صوبے بھر کے اندر رونما ہو رہے تھے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ احمدی ایک الگ قوم ہیں طویل اور مدلّل مضامین شائع کئے گئے۔ شورش کے سلسلے میں رونما ہونیوالے واقعات کی ہیجان خیز خبریں درج کی گئیں۔ ملاقاتوں کے نتائج مساجد میں اور دوسرے مقامات پر ہونے والے جلسوں اور منظور شدہ قرار دادوں کا اندراج کیا گیا۔ ان سب افعال کا نتیجہ یہی ہوسکتا تھا کہ شورش کی وسعت و شدّت میں اضافہ ہو اور اس نتیجے سے یہ اخبارات صرف باخبر ہی نہ تھے بلکہ ان کا مقصد بھی یقیناً یہی ہوگا۔ مزید برآں ان اخباروں نے اس نکتے پر جو زور دیا کہ یہ مطالبات مرکز کے دائرۂ اختیار میں ہیں اس کا اثر بھی صرف یہی ہوسکتا تھا کہ شورش کی رفتار کا رُخ کراچی کی طرف پھر جائے۔ اس سے قبل ہم اس بیان کو تسلیم کر چکے ہیں کہ ڈائرکٹر تعلقاتِ عامہ تحریک کو کراچی کے "راستے پر لگانے" کی پالیسی میں شریک تھے اور "آزاد" کے سوا باقی سب مذکورہ اخبارات ڈائرکٹر تعلقاتِ عامہ کے ممنون اور ان سے اثر پذیر تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس پالیسی میں بھی وہ ڈائرکٹر ہی کے پیرو تھے۔ لہٰذا مطالبات کے رد ہونے سے جو صورت حالات پیدا ہوئی اس کے لئے یہ سب ذمّہ دار ہیں۔ اس لئے بعد میں رونما ہونیوالے فسادات کی ذمّہ داری انہی پر ہے۔" (ایضاً صفحہ ۳۰۱، صفحہ ۳۰۲)

الغرض میر نور احمد "راستہ پر لگانے" میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہیں وہ اکثر ان سے یہ کام لینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آجکل آپ اپنے مضمون "مارشل لاء سے مارشل لاء تک" میں جو مشرق میں قسط وار شائع ہو رہا ہے ریڈکلف ایوارڈ کو راستہ پر لگانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ چنانچہ آپ نے احمدیوں کے جُداگانہ میمورنڈم کے تعلق میں بڑے عجیب و غریب شاعرانہ اور بے بنیاد انکشافات کئے ہیں۔ سرخیاں جو اس مضمون پر جمائی گئی ہیں ملاحظہ ہوں:۔

(۱) چوہدری ظفر اللہ خاں نے جماعت احمدیہ کو اپنا موقف الگ پیش کرنے کا موقع دلوایا۔

(۲) مسلم لیگ کو اس پراپیگنڈا سے کیا تقویت پہنچی؟

(۳) کانگریس کے میمورنڈم میں احمدیوں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔

(۴) جماعتِ احمدیہ نے اپنے مذہبی عقائد پر زور دینے کا موقعہ ڈھونڈ لیا۔

(۵) احمدیوں کا نقطۂ نگاہ مسلم لیگ کے بنیادی تصوّر کے خلاف تھا۔

باقی سُرخیوں کے متعلق تو ہم بعد میں کچھ عرض کریں گے پہلے ذرا آخری سُرخی کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ یہ سُرخی میر نور احمد نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ جمائی ہے یہاں تک کہ آپ کو اس کے جمانے کے لئے دیانتداری کو بھی خیرباد کہنا پڑا ہے۔ چنانچہ آپ نے احمدیوں کے میمورنڈم کا جو نمبروار خلاصہ دیا ہے وہاں سے نمبر ۷ کو عمداً چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اگر آپ یہ دیانتداری نہ کرتے تو آپ یہ سُرخی نہیں جما سکتے تھے۔ ۷ کی تفصیل میمورنڈم مذکور کے صفحہ ۱۰ پر دی گئی ہے جس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

(۱) وائسرائے مونٹ بیٹن نے جو پریس کانفرنس میں اس ضلع میں مسلم اکثریت ۰٫۸ فیصد بتائی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ میں ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی آبادی ۵۱٫۱۴ فیصد دی گئی ہے۔ یہ امر مسلم اکثریت ۲٫۸ فیصد ظاہر کرتا ہے نہ کہ ۰٫۸ فیصد جیسا کہ وائسرائے نے اپنی پریس کانفرنس میں ظاہر کیا ہے۔

(۲) یہ اکثریت بھی اسی صورت میں ہوگی اگر پسماندہ اقوام اور عیسائی اپنے تئیں پولیٹیکل ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ مان لیں۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں کے مسلمہ لیڈر مسٹر سنگھا نے جو بٹالہ میں مقیم ہیں علی الاعلان کہا ہے کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور اس بیان کے بعد مرکزی عیسائی مجلس نے بھی مسٹر سنگھا کی لیڈرشپ پر اعتماد ظاہر کیا ہے اس صورت میں ضلع گورداسپور میں پاکستان کے حامیوں کی تعداد ۵۵ فیصد ہو جاتی ہے ضلع جالندھر جہاں غیر مسلموں کی تعداد صرف ۵۴٫۷۴ فیصد ہے ہندوستان کو دیا گیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ضلع گورداسپور کو سالم کا سالم پاکستان میں نہ شامل کیا جاوے۔

(۳) صرف ضلع کی تحصیل پٹھانکوٹ میں مسلم آبادی ۳۸٫۸۸ فیصد ہے ورنہ تحصیل بٹالہ میں ۵۵٫۰۷ فیصد تحصیل گورداسپور میں ۵۲٫۱۵ فیصد اور تحصیل شکرگڑھ میں ۵۱٫۳۲ فیصد مسلم آبادی ہے۔ اس وجہ سے تمام ضلع پاکستان میں شامل ہونا چاہیئے۔

(۴) تحصیل پٹھانکوٹ کو بھی دوسرے عوامل کی بنا پر پاکستان ہی میں شامل کیا جانا مناسب ہے۔ آگے دوسرے عوامل کی تفصیل دی گئی ہے جس میں تقریباً وہ باتیں آتی ہیں جن پر میر نور احمد صاحب نے زور دیکر چوہدری ظفر اللہ خاں پر اور جماعتِ احمدیہ پر الزام لگایا ہے کہ میمورنڈم کی اصل غرض ہی تبلیغِ احمدیت تھی۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ وائسرائے نے اپنی پریس کانفرنس میں پیش از وقت ہی بتا دیا تھا کہ ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی بہت خفیف اکثریت ہے اس لئے دوسرے عوامل کے پیش نظر ضروری نہیں کہ اسکو پاکستان ہی میں شامل کیا جائے۔ یہ اعلان جماعتِ احمدیہ کیلئے واقعی بہت تشویش کا باعث تھا کیونکہ احمدی چاہتے تھے کہ قادیان پاکستان میں شامل ہو دوسری طرف احراری اور کانگرسی مسلمان احمدیوں کے متعلق یہ پراپیگنڈا کر رہے تھے کہ وہ مسلمان ہی نہیں ظاہر ہے کہ اگر یہ پراپیگنڈا کامیاب ہو جائے تو اس ضلع میں مسلم اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ یہ کہنا کہ کانگریس کے میمورنڈم میں احمدیوں کے متعلق کوئی بات نہیں تھی بالکل بے معنی ہے کیونکہ احمدیوں نے جو میمورنڈم مسلم لیگ کے زعماء کے مشورہ کے مطابق دیا تھا وہ ایسی باتوں کو جن کو دیگر عوامل بنا کر پاکستان کو اس ضلع سے محروم کرنے کی سازش کی جا رہی تھی اسکو ناکام بنانے کی غرض سے دیا گیا تھا اور اصل بات یہ ہے کہ مخالفینِ پاکستان کو یہ سازش کرنے کی جرأت اس لئے ہوئی کہ موددیوں احراریوں اور دیگر کانگرسی مسلمانوں نے جنکو اندرونی دشمن کہنا چاہیئے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلا رکھا تھا۔

حضرت قمر الانبیأ کے دو عظیم الشان علمی کارنامے

ذاتِ باری تعالیٰ کے عرفان اور حضرت سید المرسلینؐ کی سیرتِ طیبہ پر گراں قدر تصانیف کی اشاعت

مسعود احمد خان دہلوی

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی کارنامے اپنی گیرائی اور گہرائی کے اعتبار سے اتنے اہم اور اتنے وسیع ہیں کہ انہیں اپنی ذات میں ایک میٹھے اور شیریں سمندر سے تشبیہ دی جا سکتی ہے کیونکہ علوم دینیہ کی شاید ہی کوئی صنف ایسی ہو جس میں آپ نے اپنے اشہبِ فکر کو نہ دوڑایا ہو اور اس کے نتیجہ سے دنیا کو ایک نئے اسلوب اور نئے رنگ میں فیض یاب نہ کیا ہو۔ آپ کے جملہ عظیم الشان علمی کارناموں پر روشنی ڈالنا فی الوقت میرے مدنظر نہیں ہے۔ اس مضمون میں میں آپ کے صرف دو عظیم الشان کارناموں پر روشنی ڈال کر ان کی عظمت و اہمیت اور ان کے نہایت ہی خوشکن نتائج کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔

قبل اس کے کہ میں حضرت قمر الانبیاء کے گراں قدر علمی کارناموں میں سے اُن دو علمی کارناموں پر روشنی ڈالوں جنہیں میں نے اس مضمون کے لئے منتخب کیا ہے میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے فی الوقت جس عظیم الشان ہستی کے علمی کارنامے پیش کرنا مقصود ہیں اُس کے وجود کی طرح اس کے علمی کارنامے بھی ایک عظیم الشان آسمانی نشان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت قمر الانبیاء کی ولادت سے قبل آپ کے پیدا ہونے کی بشارت ہی نہیں دی تھی بلکہ ساتھ ہی اس امر سے بھی آگاہ فرمایا تھا کہ آپ کا یہ فرزندِ جلیل دنیا میں اپنی خداداد ذہانت، فہم و فراست، اور علم و معرفت کی گراں مایہ دولت کی بدولت عظیم الشان علمی کارنامے سر انجام دے گا۔ اور وہ کارنامے مصلح موعود کی اتباع اور فیض کی برکت سے اپنے رنگ میں دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کا موجب ہوں گے۔ چنانچہ وہ الہامات جن کے ذریعہ خدائے قادر و قدوس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت قمر الانبیاء کی ولادت باسعادت کی بشارت دی خود اس حقیقت پر شاہد ناطق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

يَأْتِي قَمَرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَمْرُكَ يَتَأَتَّى۔ يُسِرُّ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَ يُنِيرُ بُرْهَانَكَ۔ سَيُوْلَدُ لَكَ الْوَلَدُ وَ يُدْنٰى مِنْكَ الْفَضْلُ۔ إِنَّ نُوْرِيْ قَرِيْبٌ۔

یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ خدا تیرے منہ کو بشاش کرے گا۔ اور تیرے برہان کو روشن کر دے گا۔ تجھے ایک بیٹا عطا ہوگا۔ اور فضل تجھ سے قریب کیا جائے گا۔ یقیناً میرا نور قریب ہے۔"

(دیکھئے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء)

ظاہر ہے کہ ان الہامات میں اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود ایسے اولوالعزم فرزند کے بعد حضرت قمر الانبیاء کے پیدا ہونے کی ہی بشارت نہیں دی ہے بلکہ آپ کے عظیم الشان اوصاف اور ان اوصاف کے بل پر آپ کے ہاتھوں انجام پانے والے عظیم الشان علمی کارناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ جس طرح چاند سورج سے جو اپنی ذات میں نور ہی نور ہے روشنی حاصل کر کے خود چمک اٹھتا ہے اور پھر رات کی تاریکی میں ایک دنیا کو اپنی روشنی اور نور سے فیض یاب کرتا ہے اسی طرح وہ لڑکا نبیوں کے اسوہ پر عمل پیرا ہو کر اور ان سے اکتسابِ فیض کر کے اُن کے علمی اور روحانی کمالات ورثہ میں حاصل کرے گا۔ اور پھر اُن علمی اور روحانی کمالات سے دنیا کو فیض پہنچائے گا۔ اس کا نتیجہ يُنِيرُ بُرْهَانَكَ کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے صداقتِ اسلام کے جو زبردست دلائل دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں وہ اس لڑکے کے عظیم الشان علمی کارناموں کے ذریعہ اور بھی زیادہ روشن ہو کر ایک نئے اسلوب اور نئے رنگ میں دنیا کے سامنے آجائیں گے۔ اور وہ لوگ جو ابھی تک ضلالت و گمراہی کی تاریکی میں بھٹک رہے ہوں گے ان میں سے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنیں گے۔

چنانچہ جب اس عظیم الشان بشارت کے مطابق حضرت قمر الانبیاء ۲۰ر اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسی روز ایک اشتہار شائع فرما کر دنیا کو اس امر سے مطلع فرمایا کہ وہ فرزندِ جلیل جس کی ولادت کی خبر اللہ تعالیٰ نے الہامات مندرجہ آئینہ کمالاتِ اسلام کے ذریعہ دی تھی وہ پیدا ہو گیا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کے تعلق میں ایک نہایت ہی اہم اور خاص بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے آپ کا نام "بشیر احمد" رکھا۔ آپ کے لئے یہ نام تجویز ہونا محض اتفاق کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس میں بھی خاص خدائی منشاء اور براہ راست اُس کا تصرف کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یاد رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کے تعلق میں اس نام کو ایک عظیم الشان خصوصیت حاصل ہے۔ اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ نام حضور علیہ السلام کے مبشر فرزندوں میں سے ایک رفیع الدرجات فرزند یعنی بشیر اول کا نام ۔۔۔ اور یہی یہ نام حضور علیہ السلام کے اولوالعزم فرزندِ دلبند گرامی ارجمند یعنی مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے الہامی نام کا بھی ایک اہم جزو ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو حضرت قمر الانبیاء کا نام بھی بشیر اول اور مصلح موعود کے نام پر "بشیر احمد" تجویز ہونا دراصل اپنے اندر ایک عظیم الشان پیشگوئی رکھتا تھا۔ پھر اس خیال کو اس بات سے بھی تقویت پہنچتی ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "تریاق القلوب" میں فرمایا ہے کہ بعض اوقات ناموں میں بھی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔ سو بشیر احمد نام کی رعایت سے وہ پیشگوئی جیسا کہ بعد کے واقعات نے عملاً ثابت کر دکھایا یہی تھی کہ حضرت قمر الانبیاء بھی اپنے رنگ میں بشیر اول اور مصلح موعود کی عظیم الشان صفات کے حامل ہوں گے یعنی بشیر اول اور مصلح موعود دونوں کی صفات آپ کے وجود میں بھی ایک حد تک جلوہ گر ہوں گی اور ایک خاص رنگ میں دنیا کو فیض یاب کرنے کا موجب بنیں گی۔

پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے الہامی الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر اول اور مصلح موعود کی وہ صفات جن سے حضرت قمر الانبیاء کو بھی حصہ ملنا تھا۔ ان کی ایک بڑی غرض یہ تھی کہ:-

"تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"۔

سو جہاں سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے عظیم الشان علمی کارناموں کی وجہ سے یہ غرض بہ تمام و کمال پوری ہوئی اور برابر ہو رہی ہے وہاں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ بھی اس غرض کے پورا ہونے میں بہت مدد ملی۔ اس لئے کہ آپ نے خدائی بشارات کے ماتحت جو علمی کارنامے سر انجام دیئے ان میں سر فہرست یہی دو کارنامے ہیں کہ ایک تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی غیر محدود ازلی ابدی صفات کو اس شان کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ جس سے دہریت بیخ و بن سے اکھڑ کر رہ گئی۔ اور دوسرے آپ نے قرآن مجید، احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ علم کلام کی روشنی میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایسے بے مثل انداز میں روشنی ڈالی کہ اپنے اور پرائے سب یک زبان ہو کر پکار اٹھے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایسا دلکش، ایسا حسین اور ایسا دلوں کو موہ لینے والا مرقع آج تک شائع نہیں ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات سے دنیا کو روشناس کرا کے دلوں میں اپنے خالق و مالک کی محبت کو جاگزیں کرنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو نہایت ہی اچھوتے اور دلکش انداز میں پیش کر کے دنیا کو آنحضورؐ کا والہ و شیدا بنانا حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے دو نہایت ہی عظیم الشان علمی کارنامے ہیں اور حضرت قمر الانبیاء کے بے شمار علمی کارناموں میں سے یہی وہ دو عظیم الشان کارنامے ہیں جن پر فی الوقت میں اختصار کے ساتھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

جہاں تک ان دو عظیم الشان علمی کارناموں کی انجام دہی کا تعلق ہے خود حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکی توفیق ملنے پر دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر ادا کیا ہے۔ جو اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اپنے ان دو کارناموں کو حضرت قمر الانبیاء بھی اپنی سب سے اہم علمی خدمت سمجھتے تھے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اسلام میں ایمان کے ارکان پانچ سمجھے جاتے ہیں یعنی (۱) خدا کا وجود (۲) نبی کا وجود (۳) کتاب اللہ (۴) ملائکۃ اللہ اور (۵) بعث بعد الموت۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو دراصل پہلے دو رکن (خدا اور رسولؐ) میں ہی دین مکمل ہو جاتا ہے اور باقی ارکان گویا ان کے تابع اور ان کے اندر شامل ہیں۔ اور میرے لئے یہ بات بے حد خوشی اور فخر کا باعث ہے کہ مجھے ذاتِ باری تعالےٰ اور حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنی سمجھ اور طاقت کے مطابق حقیر خدمت کا موقع میسر آیا ہے یعنی خدا کی ہستی کے متعلق مجھے "ہمارا خدا" کی تصنیف کی توفیق ملی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق "سیرۃ خاتم النبیینؐ" کی تصنیف کی سعادت حاصل ہوئی۔"

(دیباچہ "ہمارا خدا" طبع سوم)

پس حضرت قمر الانبیاء کے یہ دو علمی کارنامے (یعنی آپ کو ذاتِ باری تعالیٰ کے عرفان اور حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے متعلق معرکۃ الآراء تصانیف رقم فرمانے کی توفیق ملنا) اپنی ذات میں اتنے عظیم الشان ہیں کہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے پورے اسلام پر حاوی ہیں اور ان کے ذریعہ آپ نے ایک ایسی رفیع الشان علمی خدمت سرانجام دی ہے کہ جس نے سیّدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے بعد ثانوی حیثیت میں حسبِ پیشگوئی دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے میں بہت مدد ملی ہے۔ ان ہر دو کتب کی ایک ایک سطر اس قدر اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی ہے کہ ہر بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ پھر سطر سطر علوم و معارف سے اس طرح لبریز ہے کہ روح پر وجد کی کیفیت طاری ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اس پر زبان سادہ اور سلیس ہونے کے باوجود اتنی پُرشوکت اور پُرجلال ہے اور الفاظ کی بندش جڑے ہوئے نگینوں کی طرح اتنی نظر نواز و دل آویز ہے کہ کتاب ہاتھ میں لے کر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ایک عجیب محویت کے عالم میں انسان پڑھتا اور سر دھنتا ہی چلا جاتا ہے۔ (باقی)

"روحانی زندگی کے تمام جاودانی چشمے محض حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل دنیا میں آئے ہیں۔"

(حضرت مسیح موعودؑ)

سیرۃ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ

حضرت منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از مکرم چوہدری عبد الستار صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی لاہور)

پیدائش و وطن

عاشقِ احمد علیہ السلام، پیکرِ صدق و ایثار مجسم دعا و انکسار حضرت منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی ۱۸۵۴ء کے قریب موضع اوجلہ میں جو گورداسپور کے پاس ایک قصبہ ہے پیدا ہوئے آپ ارائیں خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ والد ماجد کا نام امام الدین اور والدہ ماجدہ کا نام مہتاب بی بی تھا۔ والدین نے آپ کا نام میراں بخش رکھا مگر احمدیت قبول کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نام کی بجائے آپ کا نام عبد العزیز رکھا اور آپ اسی نام سے تاریخِ احمدیت میں مشہور ہوئے۔

ابھی آپ بچے ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور آپ کو آپ کے تایا جان نے جو دہلی سے تحصیل علم کر کے آئے تھے نہایت محنت سے پالا۔ جب آپ جوان ہوئے تو بحیثیت پٹواری ملازمت اختیار کر لی۔ زیادہ عرصہ آپ کی ملازمت کا سیکھواں میں گزرا۔

حضرت منشی عبد العزیز صاحب کا بچپن سے ہی مذہب اور تصوّف کی طرف زیادہ میلان تھا۔ مختلف سجادہ نشینوں سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ قبولِ احمدیت سے قبل آپ تونسہ شریف بھی جاتے رہے اور ستا پور کے پیر کے ساتھ بھی آپ کا اس قدر گہرا تعلق ہو گیا کہ اس نے چاہا کہ آپ کو اپنے مرنے کے بعد خلیفہ بنائے مگر آپ اس کی وفات کے وقت حاضر نہ ہو سکے۔

آپ سے مَیں نے سُنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب بعض اوقات موضع اوجلہ میں تشریف لاتے اور آپ ان کی مجلس میں بیٹھتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احمدیت قبول کرنے سے پیشتر آپ نے نہ دیکھا تھا۔

تاریخِ احمدیت جلد دوم کے صفحہ ۲۸۱ سے ظاہر ہے کہ حضرت منشی عبد العزیز صاحب نے ۱۸۹۲ء میں بیعت کی۔

احمدی کیونکر ہوئے

سیرت المہدی جلد سوم کی روایت نمبر ۶۵۹ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"مَیں ۱۸۹۰ء کے قریب موضع جگت پور کولیاں تحصیل گورداسپور میں پٹواری تھا۔ ۱۸۹۱ء میں کوشش کر کے مَیں نے اپنی تبدیلی موضع سیکھواں تحصیل گورداسپور میں کروالی۔ اس وقت مَیں احمدی نہیں تھا لیکن حضرت صاحب کا ذکر سُنا ہوا تھا۔ مخالفت تو نہیں تھی لیکن زیادہ تر یہ خیال روک ہوتا تھا کہ علماء سب حضرت صاحب کے مخالف ہیں سیکھواں جا کر میری واقفیت میاں جمال الدین و امام الدین و خیر الدین صاحبان سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے حضرت صاحب کی کتاب ازالہ اوہام پڑھنے کے لئے دی۔ مَیں نے دعا کرنے کے بعد کتاب پڑھنی شروع کی۔ اسکے پڑھتے پڑھتے میرے دل میں حضرت صاحب کی صداقت میخ کی طرح گڑ گئی اور سب شکوک رفع ہو گئے۔ اسکے چند روز بعد مَیں میاں خیر الدین صاحب کے ساتھ قادیان گیا تو گول کمرے کے قریب پہلی دفعہ حضرت صاحب کی زیارت کی۔ حضرت صاحب کو دیکھ کر مَیں نے میاں خیر الدین صاحب سے کہا کہ "یہ شکل جھوٹوں والی نہیں ہے" چنانچہ مَیں نے بیعت کر لی۔"

آپکو مارنے کی سازش

موضع اوجلہ میں سب سے اول آپ نے احمدیت قبول کی اور آپ نے وہاں کے رہنے والوں میں تبلیغ شروع کر دی۔ حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ (موصی ۱م) آپ کے رشتہ دار تھے۔ ایک روز باہر کھیتوں میں لوگوں نے حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ کی موجودگی میں یہ مشورہ کرنا شروع کیا کہ اگر منشی عبد العزیز آج تبلیغ کرنے کے لئے آئے تو اسے خوب مارا جائے۔ حضرت بابا محمد حسن صاحب ایک روز قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم میرے بھائی کو کیوں مارنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہ مرزائی ہے اور مرزائیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ حضرت بابا محمد حسن صاحب نے کہا کہ مَیں بھی احمدی ہو گیا ہوں اس پر مشورہ کرنیوالے مارنے سے رُک گئے۔

آپکی تبلیغ سے آہستہ آہستہ اوجلہ کا اکثر حصّہ احمدی ہو گیا۔ آپ کے قریبی رشتہ دار سب احمدی ہو گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ مہتاب بی بی۔ آپ کا چھوٹا بھائی محمد جان اور آپ کی دونوں سگی بہنیں رحیم بی بی اور کریم بی بی کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کی والدہ صاحبہ کی طرف سے دو روپے اور خود آپکی طرف سے پانچ روپے فہرست آمدنی چندہ برائے تیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ مندرجہ "سراجِ منیر" میں درج ہیں۔ حضرت محمد جان صاحبؓ بڑے ہو کر داروغہ جیل ہوئے ان کا نام منارۃ المسیح پر لکھا ہوا ہے۔ ان کے صاحبزادے مکرمی برادرم چوہدری احمد جان صاحب احمدیت کے سرگرم خادم ثابت ہوئے اور آجکل امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی ہیں۔ حضرت منشی عبد العزیز صاحب کے دونوں بھتیجے بھی احمدیت کے نور سے منور ہو گئے۔ محترمہ کریم بی بی صاحبہ ہجرت کے بعد ربوہ میں مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئیں۔ اور ان کے خاوند حضرت منشی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے ۱۸۹۴ء میں بیعت کی مقبرہ بہشتی قادیان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

بیعت کے بعد

سیرت المہدی حصہ سوم کی روایت نمبر ۶۵۹ میں حضرت منشی عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں:۔

"بیعت کرنے کے بعد کثرت سے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور شاذ و نادر ہی کبھی کوئی دن گزرتا تھا کہ مَیں مع میاں جمال الدین وغیرہ (سیکھواں سے) قادیان نہ آتا۔ ورنہ ہر روز قادیان آنا ہمارا معمول تھا۔ اگر کبھی عشاء کے وقت بھی قادیان آنے کا خیال آتا تو اسی وقت ہم چاروں چل پڑتے اور باوجود سردیوں کے موسم کے نہر میں سے گزر کر قادیان پہنچ جاتے۔ اگر ہم میں سے کوئی کسی روز کسی مجبوری کی وجہ سے قادیان نہ پہنچ سکتا تو باقی پہنچ جاتے اور واپس آ کر غیر حاضر کو سب باتیں سُنا دیتے۔

سیکھواں قادیان سے چار میل کے فاصلے پر ہے۔ ہر روز آٹھ میل کا سفر کرتے ہیں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کریں اور حضور کے کلمات اور توجہ سے اپنے دلوں کو منور کریں۔ نہ انہیں سردی کا ڈر تھا۔ نہ اندھیری رات کا خوف۔ اور نہ نہر کے ٹھنڈے پانی میں سے گزر کر جانے سے گھبراہٹ۔

سیرت المہدی حصہ سوم کی روایت نمبر ۶۵۹ میں حضرت منشی عبد العزیز صاحب مزید فرماتے ہیں:۔

"مَیں حضرت صاحب کے قریباً سب سفروں میں حضرت کے ہمراہ رہا ہوں مثلاً جہلم۔ سیالکوٹ۔ لاہور۔ گورداسپور۔ پٹھانکوٹ وغیرہ۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ میرے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ معلوم نہیں میاں عبد العزیز ملازمت کا کام کس وقت کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ قادیان میں ہی نظر آتے ہیں۔"

حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ مبلّغ سماٹرا و جاوا نے جو آپ کے داماد اور حضرت بابا محمد حسن صاحب کے فرزندِ ارجمند تھے میرے ساتھ ذکر کیا کہ حضرت منشی عبد العزیز صاحب اپنی ساری تنخواہ چندہ وغیرہ میں دے دیتے تھے اور گھر کا گذارہ صرف زمین کی آمد سے ہوتا تھا۔ آپ کی ابتداء میں پانچ گھماؤں زمین تھی۔ جس وقت حضرت مولوی صاحب نے یہ بات کی میری خوشدامن مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ حضرت منشی عبد العزیز صاحب پاس بیٹھی تھیں انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی اور کہا کہ ہم نے کبھی تنخواہ کا نام و نشان نہ دیکھا تھا۔ سب گزارہ زمین کی آمد سے ہوتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کے متعلق ارشادات

خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضمیمہ انجام آتھم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مَیں اپنی جماعت کی محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں۔ کہ ان میں نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے۔ کہ وہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا۔ کہ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔"

الحکم مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 'جلسہ الوداع' کے عنوان کے ماتحت مندرجہ ذیل درخشندہ سرٹیفکیٹ حضرت منشی عبدالعزیز صاحب کو دیا:۔

"ہم اشتہار لِلّٰہ انصار میں لکھ چکے ہیں۔ کہ ہماری جماعت میں سے تین آدمی اس کام کے لئے منتخب کئے جاویں گے۔ کہ وہ نصیبین اور اس کی نواح میں جائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آثار اس ملک میں تلاش کریں۔ اب حال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے خرچ کا امر تقریباً انتظام پذیر ہو چلا ہے۔ صرف ایک شخص کی زادِ راہ کا انتظام باقی ہے۔ یعنی اخویم مکرمی مولوی نور الدین صاحب نے ایک آدمی کے لئے ایک طرف کا خرچ دیدیا ہے۔ اور اخویم منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور نے باوجود قلت سرمایہ کے ۱۲۵ روپے دئے ہیں۔ اور میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیر الدین نے ۵۲ روپیہ دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابلِ رشک ہے۔ کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں۔ گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا۔ وہ سب لے آئے ہیں۔ اور دین کو دُنیا پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی۔"

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کے میدان میں شیر تھے۔ اور یہ کیفیت تادمِ آخر رہی۔ جو کچھ مالی خدمت آپ کے پسر مرحوم چوہدری محمد شفیع صاحب اسسٹنٹ انجنیئر کرتے تھے۔ اس مال کو اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ سلسلہ کی مالی تحریکوں میں اس کے ذریعہ سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ یا غربا اور محتاجوں کی امداد کرتے تھے۔ گھر کے لوگ اکثر کڑھتے۔ کہ اپنی ذات پر کیوں خرچ نہیں کرتے۔ اور اعلیٰ لباس کیوں نہیں پہنتے۔ مگر وہ یہ باتیں سنتے اور مسکرا دیتے۔

ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں:۔ "شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں" "در اربعین آمدہ است۔ کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ۔ ویصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلالھم۔ یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے۔ اور فرمایا۔ کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کریگا۔ اور دُور دُور سے اس کے دوست جمع کریگا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہونگے۔ اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو تیرہ نام درج کر چکا ہوں۔ اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے حق میں پوری ہوئی۔ اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے۔ کہ یہ تمام اصحاب خصلتِ صدق وصفا رکھتے ہیں۔ اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے"

اور وہ مندرجہ بالا تحریر کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی جو فہرست دی ہے اس میں نمبر ۳۳ پر آپ کا نام یوں درج ہے۔

"(۳۳) میاں عبدالعزیز پٹواری گورداسپور مع اہل بیت"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الاشتہار لِلّٰہ انصار مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں اپنے مخلص صحابہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ اخص صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد حضور خاص صحابہ کا یوں ذکر کرتے ہیں۔ "ایسا ہی میری جماعت میں سے شیخ حامد علی تھہ غلام نبی اور میاں عبدالعزیز پٹواری سکنہ اوجلہ اور میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیریاں ساکنان سیکھواں اور صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانہ اور حبی فی اللہ چوہدری نبی بخش صاحب رئیس بٹالہ جو بطور ہجرت اسجگہ قادیان میں آگئے ہیں اور منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ شہر اور میاں عبداللہ صاحب پٹواری ساکن سنور ریاست پٹیالہ اور سید فضل شاہ صاحب اور سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر اور میاں محمد علی صاحب ملہم لاہور اور شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی اور سید امیر علی شاہ صاحب ملہم اور سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ اور بابو تاج دین صاحب اکونٹنٹ لاہور اور حبی فی اللہ حکیم سید حسام الدین صاحب سیالکوٹی جو میرے پرانے دوست ہیں۔ اور منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجنیئر بمبئی اور مولوی غلام امام صاحب برہما ملک آسام اور مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ ضلع مراد آباد اور سید حامد علی شاہ صاحب سیالکوٹی اور خلیفہ نور الدین صاحب ہیں۔ جو ابھی محض للہ ایک خدمت پر مامور ہو کر کشمیر بھیجے گئے تھے۔ اور چند روز ہوئے جو فائز المرام ہو کر واپس آگئے ہیں اور اس طرح اور بہت سے مخلص ہیں اگر میں ان کا نام لکھوں تو یہ اشتہار، اشتہار نہ رہیگا۔ ان سب کے حق میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ خدا ان کو دونوں جہان کی خوشی عطا کرے۔ جو کچھ وہ خدا کے لئے کرتے ہیں۔ یا آئندہ کریں گے۔ وہ سب خداتعالیٰ کی آنکھ کے نیچے ہے۔"

کس قدر جلیل القدر یہ صحابہ ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت منشی عبدالعزیز صاحب کو نہ صرف شامل کیا بلکہ اپنے خادم شیخ حامد علی صاحب کے معاً بعد حضرت منشی صاحب کا نام لیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کا وہ جذبہ تھا۔ کہ حضور نے حضرت منشی صاحب کو اپنے خادم شیخ حامد علی صاحب کے ساتھ ملا دیا۔ اور اس کے بعد کے اشتہار "جلسۃ الوداع" جو الحکم مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں چھپا۔ حضور نے حضرت منشی عبدالعزیز کو "اخویم منشی عبدالعزیز" کے الفاظ سے یاد کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنی کتاب 'مجدد اعظم' حصہ اوّل کے صفحہ ۶۵۴ پر لکھتے ہیں:۔

مرزا امام دین اور نظام الدین جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر سخت مخالف تھے۔ انہوں نے آپ کی مخالفت میں ۷ جنوری ۱۹۰۰ء کو مسجد مبارک کے راستہ کے سامنے دیوار کھڑی کر دی۔ اس مقدمہ کے دوران میں حضور کو گورداسپور جانا پڑا۔ ۱۵ جولائی ۱۹۰۱ء کو حضور ۳ بجے بعد از دوپہر گورداسپور پہنچے۔ رات کو حضرت اقدس کو کسی قدر بخار ہو گیا۔ اور پیچش کی تکلیف رہی۔ آپ نے تمام احباب کو جو ساتھ تھے۔ آرام کرنے اور سو جانے کی ہدایت فرمائی تھی۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے متفرق مقامات پر احباب جا کر سو رہے۔ مگر منشی عبدالعزیز صاحب اور دو تین اور دوست اس مکان میں رہے جہاں حضرت اقدس آرام کرتے تھے۔ ساری رات حضرت اقدس ناسازی طبیعت اور شدت حرارت کی وجہ سے سو نہ سکے۔ چونکہ بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اس لئے آپ بار بار اٹھتے تھے۔ حضرت اقدس فرماتے تھے۔ کہ میں حیران ہوں۔ منشی عبدالعزیز صاحب ساری رات یا تو سوئے نہیں اور یا اس قدر ہوشیاری سے پڑے رہے۔ کہ ادھر میں سر اٹھاتا تھا۔ ادھر منشی صاحب فوراً اٹھکر اور لوٹا لے کر حاضر ہو جاتے تھے۔ گویا ساری رات یہ بندۂ خدا جاگتا ہی رہا۔ اور ایسا ہی دوسری رات بھی۔ پھر فرمایا۔ کہ درحقیقت آدابِ مرشد اور خدمتگذاری ایسی شے ہے جو مرید اور مرشد میں ایک گہرا رابطہ قائم کر کے وصول الی اللہ اور حصولِ مرام کا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔"

حیاتِ طیبہ میں جناب مولوی عبدالقادر صاحب نے صفحہ ۲۶۲ پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ سیرت المہدی حصہ سوم کی روایت ۷۰۱ میں حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء کا ذکر ہے گورداسپور میں "حضور خانصاحب علی محمد صاحب پنشنر کے مکان متصل مسجد حجاماں میں مقیم تھے۔ خاکسار اور میاں جمال الدین اور امام الدین اور خیر الدین صاحبان ساکنان سیکھواں حضور کے ساتھ تھے۔ باقی دوست دوسری جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن حضور کو پیچش کی شکایت ہو گئی۔ بار بار قضائے حاجت کے لئے تشریف لیجاتے تھے۔ حضور نے ہمیں سو رہنے کیلئے فرمایا۔ جب حضور رفع حاجت کے لئے اٹھتے تو خاکسار اسی وقت اٹھ کر پانی کا لوٹا لیکر حضور کے ساتھ جاتا۔ تمام رات ایسا ہی ہوتا رہا۔ ہر بار حضور یہی فرماتے۔ کہ تم سوئے رہو۔ صبح کے وقت حضور نے مجلس میں بیٹھکر ذکر فرمایا۔ کہ مسیح کے حواریوں اور ہمارے دوستوں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک موقع مسیح پر تکلیف کا آتا ہے۔ تو وہ اپنے حواریوں کو جگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جاگتے رہو اور دعا مانگو۔ مگر وہ سو جاتے ہیں۔ اور بار بار جگاتے ہیں۔ مگر وہ پھر سو جاتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے دوستوں کو بار بار تاکید کرتے رہے۔ کہ سو رہو۔ لیکن وہ پھر بھی جاگتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار کا نام لیکر فرمایا۔ کہ میں نہیں جانتا کہ میاں عبدالعزیز تمام رات سوئے بھی ہیں۔ کہ نہیں۔ میرے اٹھنے پر فوراً ہوشیاری کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور باوجود میرے بار بار تاکید کرنے کے کہ سوئے رہو۔ اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔"

(باقی)

وقفِ زندگی

"انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ مَیں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے۔ اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں۔ تو اُن کو معلوم ہو۔ کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے۔ بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر اُن کو اطلاع ملتی۔ جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

.... یہ وقف ہر قسم کے ہموم وغموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔"

(حضرت مسیح موعودؑ)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

(۳) وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگرچاہے تو چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے۔ کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔

(۴) وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کر لیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۱۷۴۵۵:۔ میں رسول بیگم زوجہ محمد علی صاحب باجوہ قوم باجوہ پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۴۶/۳۴ جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۵-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ حق مہر مبلغ ایک ہزار روپے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا اس وقت کوئی ذریعہ آمد نہیں اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرا کوئی زیور نہیں۔ الامۃ نشان انگوٹھہ رسول بیگم گواہ شد محمد علی باجوہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد جلال الدین پریذیڈنٹ چک ۴۶/۳۴ سرگودھا۔ ۲-۵-۶۲

مسل ۱۷۴۵۶:۔ میں قاضی عطاء اللہ ولد قاضی صدر الدین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازم عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن قلعہ چلیماں سانده خورد صداقت پارک لاہور ڈاکخانہ اچھرہ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۵-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت مبلغ ۱۵۵/- روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد قاضی عطاء اللہ ولد قاضی صدر الدین۔ سانده خورد قلعہ چلیماں صداقت پارک لاہور۔ گواہ شد سلیم احمد سیکرٹری مال حلقہ سنت نگر۔ لاہور ۱-۵-۶۲۔ گواہ شد۔ محمد ارشد قمر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ سنت نگر لاہور

مسل ۱۷۴۵۷:۔ میں کمال الدین حبیب ولد مولوی روشن دین احمد قوم راجپوت پیشہ طالبعلمی عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن محلہ دار النصر غربی ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ۔ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳-۵-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں گورنمنٹ کالج لاہور کا طالب علم ہوں۔ مجھے بطور جیب خرچ والدین کی طرف سے مبلغ دس روپے ملتے ہیں۔ اسکی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی زندگی میں جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد میرا جو متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ العبد کمال الدین حبیب احمد رولنمبر بی ایس سی (آنرز زوالوجی) فائنل ایئر گورنمنٹ کالج لاہور حال ربوہ۔ گواہ شد۔ روشن الدین احمد واقف زندگی از دفتر وکالت التبشیر تحریک جدید ربوہ والد موصی۔ گواہ شد محمد ابراہیم ولد چوہدری کرم الدین صاحب قوم جٹ ڈپٹی انسپکٹر دفتر وصیت ربوہ۔

مسل ۱۷۴۵۸:۔ میں سیدہ وسیمہ اختر زوجہ محمد شفیع صاحب ہاشمی فلائٹ سارجنٹ قوم سید بخاری پیشہ خانہ داری عمر تئیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۲۰/۲ لاہور رائٹرز مارکیٹ ڈاکخانہ کراچی ۱۹ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳-۴-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ میرا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے جو کی طرف واجب الادا تھا۔ جسکے عوض انہوں نے میرے نام پر مکان ۲۵/۴ واقعہ محلہ دار البرکات ربوہ ضلع جھنگ میں منتقل کر دیا ہوا ہے جس کی قیمت اس وقت تخمیناً پانچ ہزار روپے ہے۔ میرا زیور وغیرہ کوئی نہیں ہے اور نہ ہی میری کوئی اور جائیداد ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے۔ اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ الامۃ وسیمہ اختر ہاشمی ۱۳-۴-۶۲۔ گواہ شد محمد شفیع ہاشمی خاوند موصیہ گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل ۱۷۴۵۹:۔ میں بیگم بی بی بیوہ عبد العزیز صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن میکلیگن روڈ حال سیالکوٹ۔ ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۳-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد مبلغ ۴۰۰/- روپے نقد میرے پاس ہے۔ میں بیوہ ہوں اور حق مہر عرصہ سے ۲۲۱ روپے وصول اور خرچ کر چکی ہوئی ہوں زیور کوئی نہیں۔ میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۴ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر کوئی اور جائیداد زندگی میں پیدا کروں تو اسکے بھی ۱/۴ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میرا جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۴ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ میری ذاتی آمدن کوئی نہیں اگر کوئی آمد ہوگی تو جو بھی آمد ہوگی اسکے ۱/۴ حصہ کو تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ الامۃ بیگم بی بی نشان انگوٹھہ معرفت نصرت راشدی صدر لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ شہر۔ گواہ شد مرزا یٰسین بیگ ولد مرزا عبد اللہ بیگ خادم مسجد احمدیہ بر کبوتر انوالی سیالکوٹ۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصیت ربوہ حال سیالکوٹ شہر۔

مسل ۱۷۴۶۰:۔ میں طاہرہ رعنا بنت شیخ اشتیاق علی مرحوم قوم شیخ قانونگو پیشہ طالبعلمی عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن ۳/۱ B ناظم آباد ڈاکخانہ کراچی ۱۸ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۵-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔

(۱) میرا زیور تفصیل ذیل ہے:۔

(۱) انگوٹھی طلائی ایک عدد (۲) چھلا طلائی ۱ عدد وزن ۱/۲ تولہ (۳) بالیاں طلائی دو جوڑی وزن ۱ تولہ۔ جملہ وزن ۲ ۱/۲ تولہ قیمت ۱۸۱/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اپنے زیورات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اس پر بھی یہ وصیت

(۲) مجھے میرے بڑے بھائی شیخ طلعت علی صاحب کی طرف سے مبلغ ۵/- روپے جیب خرچ ماہوار ملتا ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتی رہوں گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

الامۃ طاہرہ رعنا بقلم خود۔ گواہ شد۔ برکت اللہ محمود مربی سلسلہ احمدیہ کراچی۔ گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

مسل ۱۷۴۶۱:۔ میں فیض احمد ظفر ولد چوہدری رحمت اللہ صاحب قوم گھمن پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن H-۱۱/۴ عقب جیک لائینز ڈاکخانہ کراچی ۳ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰-۴-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں ملازمت کرتا ہوں۔ جس کے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ تین صد (۳۰۰/-) روپے ملتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ العبد فیض احمد ظفر بقلم خود گواہ شد۔ عبد الشکور اسلم نائب سیکرٹری وصایا شمالی ڈویژن۔ جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا۔ کراچی۔

ضروری اعلان

خریداران الفضل کی نئی چٹیں شائع کی جارہی ہیں۔ جو احباب اپنے پتوں میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی یا درستی کرانا چاہیں اس کی اطلاع ایک ہفتہ کے اندر اندر دفتر ہذا میں کر دیں چٹ نمبر کا حوالہ بھی ضرور تحریر کریں۔ اور پتہ خوشخط تحریر فرمائیں۔

(مینیجر)

انصار اللہ کا مرکزی اجتماع ۳۰-۳۱ اکتوبر و یکم نومبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ پشاور کا کامیاب سالانہ اجتماع

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی تشریف آوری اور تقاریر

مجلس خدام الاحمدیہ پشاور کا چوتھا سالانہ اجتماع مسجد احمدیہ سول کوارٹرز میں مورخہ ۳۱ اگست اور یکم ستمبر ۱۹۶۴ء کو منعقد ہوا۔ ہمارا یہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے مجموعی لحاظ سے ہر طرح نہایت کامیاب رہا۔ اور خیر و برکت کا موجب بنا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ازراہ کرم خود اس اجتماع میں تشریف لائے اور آپ نے اپنی ایمان افروز تقاریر سے نوازا۔

مجلس پشاور کے قریباً سو فیصدی خدام و اطفال اس میں شریک ہوئے بیرونی مجالس کے خدام بھی بڑی تعداد میں شریک ہوئے بالخصوص بازید خیل اور شیخ محمدی کی مجالس کے تقریباً سب ہی خدام و اطفال اور بزرگ شریک ہوئے ان ہر دو بیرونی مجالس کے علاوہ مجالس مردان، کوہاٹ، اچینی پایان، رسالپور، لاہور، چارسدہ، گجرات کی مجالس سے بھی خدام شریک ہوئے۔

اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایک اہم تقریر ہوئی جس کی وسیع پبلسٹی کی گئی تھی۔ آلہ نشر الصوت کا بھی تسلی بخش انتظام تھا اس تقریر کے موقعہ پر حاضرین کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ مسجد میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے باہر کھڑے ہو کر لوگ تقاریر سے مستفید ہوتے رہے۔

مقام اجتماع کی صفائی و زیبائش کے لئے خدام نے متواتر کئی دن وقار عمل کر کے مسجد کی صفائی کی۔ پنڈال کو رنگین جھنڈیوں کے ساتھ سجایا گیا اور رنگ برنگ کے بلب لگائے گئے۔

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے قیام کا انتظام مکرم سید محمد حسن صاحب کی کوٹھی پر کیا گیا تھا۔ آپ ۳۱ اگست بروز سوموار صبح ۸ بجے مردان سے بذریعہ کار تشریف لائے۔ خدام الاحمدیہ پشاور نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ آپ نے مکرم شیخ عبد الحیٔ صاحب کی کوٹھی پر لجنہ اماء اللہ کے اجلاس میں مستورات سے خطاب فرمایا۔

افتتاحی پروگرام

مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۶۴ء بروز سوموار ۳½ بجے بعد دوپہر مسجد احمدیہ سول کوارٹرز میں اجتماع کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں خدام کو بیش بہا نصائح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ قوم کی تعمیر میں نوجوان اہم کردار ادا کر سکتے ہیں لہذا نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ دیانت۔ صداقت۔ عاجزی۔ انکساری سادات اور وفا شعاری کو اپنا شعار بنالیں۔ کیونکہ یہی چیزیں انسانیت کا درس دیتی ہیں، قرآن حکیم ہمیں زندگی کا حقیقی فلسفہ سکھاتا ہے لہذا ہمیں قرآن کریم سے تعلق کو مضبوط بنانا چاہیئے بعد میں آپ نے دعا کروائی۔

تحریک چندہ تعمیر ہال

۶ بجے شام آپ کے اعزاز میں جماعت پشاور کے بزرگ مکرم خان خواص خان صاحب نے چائے پیش کی جس میں ۲۰ کے قریب معززین شریک ہوئے اس موقعہ پر جناب امیر صاحب کی وساطت سے احباب کی خدمت چندہ تعمیر ہال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لئے اپیل کی گئی چنانچہ اس موقعہ پر ۱۵۵ روپے کا وعدہ اور ۴۷ روپے نقد وصول ہوگئے اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے اخلاص میں برکت ڈالے اور انہیں بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دوسرا اجلاس

چار بجے دوسری نشست شروع ہوئی مکرم چوہدری بشیر احمد خلف صاحب نے اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کو خوش آمدید کہا اور انتظامی امور سے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ نے قرآن کریم کا درس دیا مولوی چراغ دین صاحب مربی سلسلہ نے احادیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درس دیا۔ بعدہٗ مکرم مبشر احمد صاحب ناظم تعلیم مجلس پشاور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ نے کسر صلیب کے موضوع پر تقریر کی۔

تیسرا اجلاس

بعد نماز مغرب اجتماع کی تیسری نشست کا انعقاد ہوا۔ اس موقعہ پر کثرت سے احباب جماعت اور غیر از جماعت احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم خان شمس الدین خان صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور نے فرمائی تلاوت کلام پاک مرزا بشیر احمد صاحب نے کی اور نظم مکرم منیر احمد صاحب نے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ صدر جلسہ نے مکرم و محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کا ایک خصوصی پیغام جو آپ نے مجلس پشاور کی درخواست پر ارسال فرمایا تھا پڑھ کر سنایا۔ اس پیغام میں آپ نے نونہالان جماعت کو اسلام اور احمدیت کی تعلیم اور اقدار کا عملی نمونہ اور چلتی پھرتی تصویر بننے کی نصیحت فرمائی تھی۔ پیغام کے بعد مکرم امیر صاحب نے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا تعارف کرایا جس کے بعد صاحبزادہ صاحب موصوف نے ۲ گھنٹے تک سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر بصیرت افروز خطاب فرمایا جس کو حاضرین نے گہری دلچسپی کے ساتھ سنا۔

مکرم صاحبزادہ صاحب کے اثر انگیز خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ پشاور نے احباب جماعت و دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اجلاس بعد دعا ساڑھے نو ۹½ بجے برخاست ہوا۔

اگلے روز تین بجے صبح خدام نے مکرم حافظ محمد اعظم خان صاحب نسیم کی اقتدا میں نماز تہجد ادا کی۔ مکرم مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ نے قرآن کریم کا درس دیا۔

پھر تلاوت قرآن کریم اور نظم کے مقابلے ہوئے جن میں متعدد خدام و اطفال نے حصہ لیا ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک ترجمہ نماز۔ تاریخ اسلام درس حدیث۔ حفظ اشعار درثمین و کلام محمود تاریخ احمدیت اور معلومات عامہ کے مقابلے کے پروگرام ہوتے رہے پھر تقریری مقابلہ کا انعقاد ہوا۔ ۳ بجے سے ۳½ بجے تک اجتماعی وقار عمل کا پروگرام عمل میں آیا۔

اختتامی پروگرام۔ ۳½ بعد دوپہر محترم مرزا رفیع احمد صاحب کی زیر صدارت میں اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ناصر احمد صاحب نے کی۔ بعدہٗ میاں منور احمد صاحب نے نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی اس کے بعد خاکسار نے مجلس کی سال رواں کی کارکردگی کی رپورٹ ہفتہ وار پڑھ کر سنائی۔

رپورٹ کے بعد مکرم محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے مجلس کے بہترین کارکنان کو خوشنودی کی اسناد پیش فرمائیں بعد میں آپ نے مجلس سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے مجلس کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ صاحبزادہ صاحب موصوف نے خصوصاً تربیتی کلاسوں کے انعقاد کے فوائد کے بارے میں تفصیلی طور پر بتایا کہ ایسی تقریبات ہمارے نوجوانوں کے اندر ایک نئی زندگی پیدا کرتی ہیں۔

آخر میں آپ نے خلافت کے ساتھ وابستگی کے متعلق نوجوانوں کو بالخصوص اور جماعت کو توجہ دلائی۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کی جانیں، مال وقت سب کچھ اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اس لئے اپنی تمام طاقتوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے آپ نے نوجوانوں کی تربیت و اصلاح و ارشاد کی طرف خاص توجہ دلائی کہ وہ اپنے آپ کو صحیح اسلام کا نمونہ بنائیں اور اپنے اور دیگر احباب کے لئے نیک نمونہ پیش کریں۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے خطاب کے بعد خدام نے عہد دہرایا اور اجلاس بعد دعا برخاست ہوا۔

الوداع

الوداع :- چھ ۶ بجے شام چناب ایکسپریس سے صاحبزادہ صاحب موصوف ربوہ تشریف لے گئے اس موقعہ پر کثرت سے احباب جماعت اور خدام اور اطفال اسٹیشن پر موجود تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے پشاور میں آنے سے سب میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے اور وہ پہلے سے زیادہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مستعد ہوگئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحت و درازیٔ عمر عطا فرمائے (آمین) اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کی تمام نصائح پر پوری طرح عمل پیرا ہوں آمین جن بزرگوں اور خدام نے اجتماع کو کامیاب بنانے میں ہماری مدد کی میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خاکسار شمس الدین اسلم
قائد مجلس خدام الاحمدیہ پشاور

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینیجر صاحب الفضل سے خط و کتابت کریں

آنسر گرینیا

دنیائے طب کی مایہ ناز دوا،

- یہ گولیاں معدہ کو طاقت دیتی غذا کو ہضم کرتی اور ریاح کو خارج کرتی ہیں۔
- نظام ہضم کی اصلاح کر کے پیٹ درد۔ نفخ قبض۔ تبخیر معدہ اور باؤ گولہ کو دور کرتی ہیں
- جوڑوں اور پٹھوں اور جسم کی عام درد اور عصبی دردوں کے لئے بہت مفید ہیں۔
- سستی اور کمزوری کو دور کر کے چستی اور توانائی پیدا کرتی ہیں۔
- پانچ سالہ تجربہ اور استعمال کے بعد پیش کی جاری ہیں۔

قیمت فی شیشی ۲ روپے علاوہ محصول ڈاک۔
تیار کردہ خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

ھمدرد نسواں (دھڑکی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس ایک روپے ۱۹

امریکی نوجوان خاصی حد تک مذہبی رجحان رکھنے کے باوجود چرچ سے مطمئن نہیں ہیں

ان کا کہنا یہ ہے کہ چرچ مسیحی احکام اور ان کی حکمت کو واضح کرنے میں ناکام ثابت ہوا ہے

عوامی رجحانات کا جائزہ لینے کے بعد مشہور امریکی اخبار "سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ" کا انکشاف

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۲ء کے الفضل میں مشہور امریکن پادری مسٹر نارمن ونسنٹ پیل کے مضمون کا ایک اقتباس شائع کیا گیا تھا جس میں انھوں نے اس امر پر روشنی ڈالی تھی کہ امریکہ میں عیسائیت کا اثر دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے انھوں نے اس رائے کا اظہار اپنے ذاتی مشاہدہ کے علاوہ عوامی رجحانات کے اس جائزہ کی بنا پر کیا تھا۔ جس کا اہتمام وسیع پیمانے پر عمل میں آیا تھا۔ اس جائزہ کا حال قبل ازیں مشہور امریکن رسالہ "سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ" میں تفصیل کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ چنانچہ ذیل میں رسالہ مذکور کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ یہ اقتباس بھی اس امر پر گواہ ہے کہ فی الحقیقت دیگر مغربی ممالک کی طرح امریکہ میں بھی عیسائیت ناکام ہو چکی ہے اور علی الخصوص وہاں کا نوجوان طبقہ اس سے بدظن ہو کر انتہائی قسم کی مایوسی کا شکار ہو چکا ہے۔ اس کی یہ مایوسی وہاں اسلام کے غالب آنے سے ہی دور ہو گی کیونکہ عیسائیت کے ناکام ہونے سے وہاں جو روحانی خلا پیدا ہوا ہے اسے اب اسلام ہی پُر کرے گا۔ وہاں احمدیہ تبلیغی مشنوں اور جماعت ہائے احمدیہ کے قیام کی شکل میں اس کی طرح پہلے ہی پڑ چکی ہے اسلام وہاں دن بدن ترقی کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ خدا اپنے وعدوں کے عین مطابق وہ دن بھی لے آئے گا جب وہاں پر ہر طرف اسلام ہی اسلام ہو گا ذالک تقدیر العزیز العلیم

امریکی نوجوانوں کی عیسائیت سے بیزاری کا ذکر کرتے ہوئے "سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ" نے لکھا:۔

"ہر چند کہ مجموعی لحاظ سے امریکہ کے نوجوان خاصی حد تک مذہبی رجحان کے حامل ہیں تاہم وہ چرچ سے مطمئن نہیں ہیں اور اس پر وہ بہت تنقید کرتے ہیں۔ بالخصوص لڑکیاں جو نسبتاً زیادہ مذہبی میلان رکھتی ہیں اس بارہ میں لڑکوں سے بھی زیادہ نکتہ چین واقع ہوئی ہیں . . . جنوبی علاقوں میں مذہب کا اثر سب سے نمایاں ہے اس کے باوجود وہاں کے نوجوان دوسرے کم مذہبی علاقوں کی نسبت چرچ سے اور بھی زیادہ شاکی ہیں۔ اکثر شکایات کی نوعیت یہ ہے کہ چرچ خود اپنے آپ کو اور اپنے احکام کو واضح کرنے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔ نیز یہ کہ اپنے منتہائے مقصود کو بھی پوری قوت کے ساتھ پیش کرنے میں اس کی ناکامی اظہر من الشمس ہے۔ مزید برآں ان کا کہنا یہ ہے کہ چرچ لوگوں تک پہنچنے اور انھیں متاثر کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس کی طرف سے وعظ کے طور پر جو خطبات دیئے جاتے ہیں وہ اکثر مبہم اور الجھے ہوئے ہوتے ہیں، بہت سے نوجوان یہ الزام عاید کرتے ہیں کہ چرچ دنیا کی بدلتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے میں اس کا ساتھ نہیں دے رہا . . . . . .

فلوریڈا کی ایک سترہ سالہ لڑکی رتھ کیوے نوف (RUTHKAVENOFF) ان نوجوانوں میں سے ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ چرچ میں مادہ پرستانہ ذہنیت حد سے زیادہ سرایت کر چکی ہے۔ اس نے اس بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ چرچ بھی ایک کاروباری ادارہ بنتا جا رہا ہے پیسے دو تو اس کے عوض تمہیں کچھ مل جائے گا ورنہ نہیں۔ یہ لوگوں کی رہنمائی کا فرض ادا نہیں کرتا۔ بلکہ خود لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا کر انہی اقدار کو جو انھیں مرغوب ہیں۔ ان کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔

لازمی طور پر چرچ کے خلاف یہ تنقید اس بے چین خواہش کی ایک علامت ہے کہ خدا خود ہی دخل دے کر بہت جلد دنیا کے مسائل کو حل کر دے"۔

(سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ بابت دسمبر ۱۹۶۲ء ص)

"وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اسکے توبہ کا دروازہ بند ہو گا کیونکہ داخل ہونیوالے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں"۔

(حضرت مسیح موعودؑ)

آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ میں ربوہ کی ٹیم نے چیمپئن شپ جیت لی

ریلوے کی نامی گرامی ٹیم ۴۲، کے مقابلہ میں ۲۸ پوائنٹ سکور کر کے رنرز اپ رہی

کامیاب ٹیموں میں انعامات محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے تقسیم فرمائے

ربوہ — آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ میں جو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبۂ صحتِ جسمانی کے زیر اہتمام یہاں ۲۵ ستمبر سے ۲۷ ستمبر تک پوری شان کے ساتھ جاری رہا ربوہ کی "اے" ٹیم نے فائنل میں پاکستان ریلوے کی نامی گرامی ٹیم کو ۲۸ کے مقابلہ میں ۴۲ پوائنٹس سے شکست دے کر چیمپئن شپ جیت لی۔ مورخہ ۲۷ ستمبر کی صبح کو فائنل مقابلہ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کامیاب ٹیموں اور کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

اس ٹورنامنٹ میں ربوہ کی "اے" اور "بی" ٹیموں کے علاوہ پاکستان ریلویز، واپڈا، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کی نامور ٹیمیں شامل تھیں۔ تین دن میں مجموعی طور پر چھ میچ کھیلے گئے جن میں پاکستان کے چیدہ اور منتخب کھلاڑیوں نے زور آزمائی اور ہنرمندی کے جوہر دکھا کر بہت اونچے اور معیاری کھیل کا مظاہرہ کیا۔ علی الخصوص ربوہ "اے" ٹیم کے توحید، ریلوے کے اعظم، واپڈا کے مقبول احمد، سیالکوٹ کے تنویر، گوجرانوالہ کے محمد بوٹا اور ربوہ "بی" کے خالد جمیل کا کھیل خاص شان کا حامل تھا۔ ربوہ کی "بی" ٹیم جو نوعمر و نو آموز کھلاڑیوں پر مشتمل تھی اگرچہ ریلوے کی کہنہ مشق ٹیم سے جیت نہ سکی تاہم اسکے نوخیز و نو آموز کھلاڑیوں نے نامور کھلاڑیوں کا جس بے جگری سے مقابلہ کیا اسے خود نامور کھلاڑی سراہے بغیر نہ رہ سکے۔

دو روز کے نہایت دلچسپ اور معاندانہ مقابلوں کے بعد بالآخر فائنل مقابلہ مورخہ ۲۷ ستمبر کو صبح نو بجے ربوہ کی اے ٹیم (جسکے کیپٹن فتح محمد تھے) اور پاکستان ریلوے کی ٹیم (جسکے کیپٹن قادر بخش تھے) کے مابین ہوا۔ ریفری کے فرائض شیخ حبیب اللہ صاحب اے، ڈی، آئی گوجرانوالہ اور مقبول احمد صاحب کیپٹن واپڈا ٹیم نے ادا کئے۔ دونوں ٹیمیں بہت نامور کھلاڑیوں پر مشتمل ہونے کے باعث بہت مضبوط تھیں۔ دونوں طرف کے کھلاڑیوں نے اپنی ہنرمندی اور چابکدستی کے وہ وہ جوہر دکھائے کہ دور و نزدیک سے آئے ہوئے ہزاروں تماشائیوں کی دلچسپی لحظہ بہ لحظہ بڑھتی چلی گئی اور انہوں نے طرفین کے ایک ایک کھلاڑی کو داد دینے اور اس کا حوصلہ بڑھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی بالآخر میدان ربوہ کی ٹیم کے ہاتھ رہا۔ اُسنے ۴۲ پوائنٹ سکور کر کے چیمپئن شپ کا اعزاز حاصل کیا۔ ریلوے کی ٹیم ۲۸ پوائنٹ سکور کر کے رنرز اپ رہی۔ ربوہ ٹیم کے توحید، یعقوب، احمد دین، اسحاق، رفیق چیمہ اور مصطفےٰ نیز ریلوے کے قادر بخش، اعظم، غلام محمد، لطیف بٹ اور عاشق بھٹی کا کھیل خاص طور پر بہت پسند کیا گیا۔

فائنل مقابلہ کے اختتام پر تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں آئی۔ پہلے مکرم محمد اکبر صاحب افضل نے قرآن مجید کی تلاوت کی پھر صدر صاحب انتظامیہ کمیٹی محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ٹورنامنٹ سے متعلق رپورٹ پیش کی۔ آپ نے جملہ مہمان ٹیموں ان کے کھلاڑیوں اور دیگر صاحبان کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ٹورنامنٹ کے انعقاد کو ممکن بنانے اسکے انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور اسے کامیابی سے ہمکنار کرنے کے سلسلہ میں ٹورنامنٹ کے سیکرٹری محمد ہارون خان صاحب کی خدمات کا خاص طور پر ذکر کیا اور انہیں شکریہ کا مستحق گردانا۔ اسی طرح عنایت اللہ صاحب اور خلیفہ صباح الدین صاحب جو علی الترتیب جملہ انتظامی عملہ اور نشستوں سے متعلق جملہ انتظامات اور مہمان ٹیموں کے قیام و طعام کے انتظامات کے انچارج تھے کا شکریہ ادا کیا نیز ربوہ کی مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے گہرے تعاون کو بھی سراہا۔

بعدہٗ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کامیاب ٹیموں اور بہت اعلیٰ کھیل کا مظاہرہ کرنے والے کھلاڑیوں میں ان کے اجتماعی اور انفرادی انعامات تقسیم فرمائے۔ تقسیم انعامات کے بعد آپ نے کھلاڑیوں سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ آپ نے انہیں قومی کھیلوں کو فروغ دے کر ملک و قوم کی خدمت بجا لانے اور بحیثیت مسلمان کھیلوں کے میدان میں نمایاں امتیاز اور اعلیٰ ترین کامیابیاں حاصل کر کے دنیا میں دینِ اسلام کو سربلند کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس مختصر خطاب کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح ربوہ میں منعقدہ یہ آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ جس کا افتتاح مورخہ ۲۵ ستمبر کو محترم جناب راجہ نصر اللہ خان صاحب قائمقام ڈپٹی کمشنر جھنگ نے فرمایا تھا نہایت کامیابی کے ساتھ تین دن تک جاری رہنے کے بعد ۲۷ ستمبر کو پونے گیارہ بجے دن کے قریب اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔